

مولانا اسلام شنخو پوری اور تفسیل البیان

محمد جنید علی خاں

ریسرچ اسکالر: شعبہ علم اسلامی، جامعہ کراچی

Abstract

The holy book Quran is the most readable book as compared with any other book in the world. The main objective of holy Quran with its revelation is to guide people in their everyday life and to teach them how to spend meaningful life. This is the book of principles. This is not only the book which talks about people and their lives in the past but also guides towards practical life, and it does not only describes the verses revealed in an appropriate time or an appropriate accident but also highlights individuals and present time as compared with the past, to bring changes in lives following the path of Allah.

Tasheel ul Bayan Fi Tafseer ul Quran is the Tafseer written by Maulana Muhammad Aslam Sheikhopur, in which the above mentioned objective of holy Quran has been described under the title of 'Wisdom and Guidance' as it is the main feature of this Tafseer, which promotes it among other Tafaseers in Urdu Language. Whereas Comparative Study of holy Quran, Bible and, Taurah descriptions, is also

an important topic of this Tafseer.

This article highlights a short biography of the author as well as it discusses the introduction and characteristics of the Tafseer and the way of writing of author also followed in this tafseer in the light of Surah-e-Yousuf.

مؤلف کے حالات زندگی (۱)

خاندانی پس منظر

سلطان سب محمد اسلام بن محمد حسین بن نواب دین ہے۔ آپ کا تعلق ریمنڈ امریکہ سے ہے۔ آپ ذات کے لدھڑیں اور یہ جاہت برادری کی ایک شاخ ہے۔ پہلے آپ کا خاندان یا لاکوٹ کے قریب رہتا تھا جس میں آپ کے دادا وغیرہ مطلع شیخو پورہ میں تھلی ہو گئے (جو ان کل مطلع شکارہ میں چکا ہے)۔ زیادہ تر خاندان کے افراد سینیں آباد ہو گئے تھے اسی وجہ سے آپ کے ۴۰ سال کا امام بھی لدھڑ پر ٹکیا۔ والدہ محترمہ با جوہ، خاندان سے تعلق رکھتی ہیں۔ آپ کے علاوہ ایک بھائی اور دو بیٹیں ہیں، ایک بھیرہ، آپ سے بڑی اور باتی دو بیٹیں بھائی پھولے ہیں۔ آپ کا خاندان چار نسلوں پہلے سکھوں سے مسلمان ہوا تھا۔

ابتدائی حالات

آپ پیدا ہوئے تو بال کی صحت میں اور تندروت سے تھے۔ نالہ تینیں، ساری تھیں سال کی عمر تھی۔۔۔ رات کو بال لیکر سوئے پھر ۲۳ دنی رات کو روانا شروع کر دیا۔۔۔ مگر والے بچے پکھ پہیت میں درد ہے۔۔۔ فہلوں نے دو اکلامی توپ کر کے ہو گئے۔۔۔ حج و الدہ دنے پڑتا بوجو، کیلئے اٹھایا تو دیکھا کہ اتنیں زمین پر بیٹیں نہیں رہیں، یا اکٹھاف ان کے گلوب پر بیکلیں نہیں کر گرائے۔ آپ کے والد اطلاع ملنے تھے اور ۱۹۴۸ء سے شہر پہنچے، ہر طرح کے ڈاکٹر اور بھیگھوں کو دکھایا لیں۔ اسی نہ ہوا اور یہ معدود ورنی کا امار تھا۔ آپ کے ماتحت زندگی پر براہ۔

ابتدائی حصری و دینی تعلیم

چھ سال کی عمر میں آپ کو دیکھی اسکول میں داخل کر لیا گیا، دوسری یا تیسری کو اس میں آپ پڑھتے تھے کہ والدہ ماہدہ، لکڑہ غیرہ پر بھر کے بعد ناظر قرآن مجید پڑھنے کے لیے جانے لگے، حافظ، بہت عمد، تھا اس لیے امام ساجب نے والدہ کو ترغیب دی کہ اسے قرآن کریم حفظ کرو اوسی، آپ کے دیکھادیکھی چار بار بھی پڑھے اور بھی تیار ہو گئے اور ایک چھوٹی سی کووس بن گئی اور آپ نے تیار ہوا کے گلیں عرصہ میں حفظ کیل کر لیا۔

صرف اور اردو کی بعض ابتدائی کتابیں آپ نے جامع مسجد الحسن و انجامات باش پورہ میں پڑھیں، اس کے بعد ہر یہ صرف دنیوی کتابیں تھیں تھیں سندھی کے نواحی میں واقع ایک مشہور درس جامعہ ربانیہ میں بھی پڑھیں۔

مذہبی اعلیٰ تعلیم کی تکمیل

سنده کے مشہور بڑے زمیندار حاجی محمد اسلام کھسن (جو آپ کی والدہ کے کزان ہیں)، آپ کی والدہ کے کنبے پر آپ کو کراچی لے آئے اور انہی کی زیر سر پرستی آپ نے "جلد اطہم الاسلام" ملکہ نوری ماون میں درجہ ٹالٹ میں داخلہ لیا اور مسلم درجہ سائنس تک نوری ماون میں ہی زیر تعلیم رہے۔ آپ درجہ سائنس میں تھے کہ حضرت نوری اسلام آباد کے دورے کے دوران اچاک انتقال فرمائے، ان کی رحلت کے بعد آپ نے بھی نوری ماون سے کوچ کرنے کا راد کر لیا جائیج آپ نے اگلے سال مدرس "حضرت اطہم" کو جو انوالہ میں داخلہ لے لیا، دورہ حدیث اور دورہ تفسیر آپ نے وہیں پر ہوا۔ مدرس حضرت اطہم کا احوال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"واب امام ولادت مولانا محمد فراز خان صدر صاحب مذکور الحمد لله تھے سچی خاری کے علاوہ صحیح پبلے
گھنٹہ میں وہ پندرہ پارستہ ترجیح تکمیر بھی پڑھاتے تھے اور اسی گھنٹہ میں ۲۴ شوال سے اوپر تک تمام درجات
کے علماء مکمل شرکت لازمی تھی" (۲)

امامتہ کرام

آپ کو حضرت مولانا منظی ولی حسن نوگی صاحب "مولانا بابع الجامی" ازمان صاحب "مولانا صباج اللہ شاہ صاحب" مولانا محمد اور ایسیں بھرپوری کے علاوہ مولانا افروزہ شختمانی صاحب مولانا جیبی اللہ خوار صاحب "مولانا عبد القیوم صاحب" مولانا محمد صاحب، مولانا شیخ احمد صاحب اور مولانا محمد نکن اور کریمی صاحب سے شرف تکنڈ حاصل ہوا ہے۔ تکمیر و حدیث میں آپ کے امامتہ مولانا فراز خان صدر صاحب اور مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی صاحب ہیں۔

درس قرآن اور ترقی مدد مدار

فراغت کے بعد آپ نے اپنے استاذ تحریر مولانا فراز خان صدر صاحب کی صحیحت پر، اپنے علاقے میں بعد از تحریر درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا۔ بیان پکھنا۔ اس کا مطالبہ کی وجہ سے آپ کو درس قرآن کا پہلے موقوف کر لایا۔ اور آپ رخت سر ہادھ کر کراچی تشریف لے آئے اور ۱۹۳۷ء سے ۱۹۳۸ء تک کراچی کے ایک معروف مدرس "جامعہ نوریہ بیان" میں درس مقدمہ ایس سے دائرہ رہے۔ جامعہ نوریہ کے قریب ہی "مسجد مذیہ" میں کی راں تک درس قرآن اور خطبہ تجدیدیت رہے۔

تصنیف ٹالیف

گلم و قرطاس سے لگاؤ آپ کو زمانِ علمی ہی سے ہو گیا تھا جانچ و درجہ راجح میں آپ کا پہلا مضمون ہفت روزہ "قرآن اسلام" میں شائع ہوا۔ پھر اس کے بعد آپ مختلف جرائد و اخبارات میں بھی لکھنے رہے، اس کے علاوہ آپ تمیں سے زندگانیوں کے صفت ہی ہیں جن میں سے بعض کمی کی جلوسوں میں ہیں۔ چند اہم تابلوں کے نام ذیل میں درج کے جاتے ہیں:

۱- درس قرآن و حدیث (۲) ۲- مدد ائمہ تحریر (۲) ۳- پیاس تحریر (۵)

۴- ختنہ (۶) ۵- درس اخلاق (۷)

قرآنی تفسیری خدمات

اپ کے رفیق و ہم صدر علیٰ محمد ابراء نبیم صادقؐ آبادی آپ کی شہادت کے بعد اپنے ایک مراسلمی، آپ کی قرآنی خدمات کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

”آپ کی علمی خدمات میں وقیع قرآنی خدمات قرآن کی تفسیر ہے جو انہوں پا یونیورسٹی میں کی تفسیر کے علاوہ بھی متعدد قرآنی خدمات انجام دیں، مثلاً جس زمانہ میں آپ مسلمانہ الائچہ کراپی کے مدیر تھے آپ نے اس سال کا قرآن بزرگ شائع کرنا شروع کیا، اصل منصوبہ (مختصر قرآنی موضوعات پر مشتمل) ہیں جلدیں شائع کرنے کا تھا۔ لیکن انہوں ایسے لسل صرف پانچ جلدوں تک جل سکا، پہلی جلد قرآن بزرگ، دوسرا اور تیسرا جلد جادوست بزرگ اور پنجمی جلد جنگل و جادوست اور پانچمی جلد جوہری و قرآنہ است بزرگ کے عنوان سے شائع کی گئی۔“ (۸)

خود مولانا شیخو پوری فرماتے ہیں

”اس کے بعد قرآن کریم کے حوالے سے تمیں تابیں لکھنی سعادت ایسا ہے (۱) علاقہ قرآن کے

ان ان افراد و واقعات (۲) اگر ساتھ رہائے حفاظ و حافظات (۳) خاصۃ قرآن“ (۹)

اس کے علاوہ پاکستان کے مختلف شہروں میں ”درس قرآن کیوں اور کیسے“ کے عنوان سے آپ تھنھ کو سر بھی کرواتے رہے جنہیں پانچ یا چھوٹیں میں بھارت کے دن بھر بنا عشاہر کیا جاتا رہا، اس کا مقصد یہ تھا کہ ملائے کرام اپنے اپنے ملاقوں میں درس قرآن کے طبق قائم کر سکیں، ان کو سر میں حاججوں کے ماتحت ساتھ ملائے کرائیں کہیں یہی تقدیم اشرفت فرماتی تھی۔

ساختہ شہادت

آخر زمانہ میں آپ نے اپنی ذات کو صرف قرآن کی خدمات کیلئے وقت کر دیا تھا۔ اپنے شیخ حضرت مولانا منتظر محمد علی حنفی صاحب کو اپنے آخری خدا میں لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی ذات کو اکتاب (قرآن مجید) کیلئے وقت کر دیا ہے جو انہی مسجدوں ایں گھن معماری میں آپ امامت و خطابت کے ماتحت درس قرآن کا اہتمام فرمایا کرتے تھے، اس کے علاوہ، قرآن کو سریندر بیادر آباد میں اور کے روز درس قرآن دیا کرتے تھے۔ ۱۴۷۲ھ کو بیادر آباد میں درس قرآن سے وابحی پر آپ کو بیان پیش کی تھیں اور شہید کر دیا گیا۔ (الله و ابا الحسن احمد بن حنبل)

تسہیل المیان کی تائیف کا سبب

جادو بخوبی میں شعبہ بنات میں ایک اال آپ کو ”سر النغایر“ (۱۰) پڑھانے کا اتفاق ہوا۔ اس تفسیر کے مدد سے آپ

بہت تاثر تھے، جو انہوں فرماتے ہیں:

”مجھے اس کا مدد از بر اپنندگی، خاص طور پر اس لیے کہ آیات کی تفسیر کے بعد صرف نے الحدیۃ کے عنوان سے وادح کام و مسائل اور بصلہ و مبرہ تجیب سے لکھے ہیں جو آیات سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس

منوان کے تحت لکھے گئے ہو تو سے پہلے چلتا ہے کہ قرآن حاری عملی نہیں اور آج کے حالات، افراد اور
بیانوں کے بارے میں کیا کہتا ہے ورنہ عام طور پر تفسیروں میں مختلف مفسرین کے آقوال، سوالات اور
جوابات اور شانہ زنوں پر کہ ایک عام حاری ہر آہت کے بارے میں یہ ذکر ہائی ہے کہ یہاں فتاویں
یافت اور شخص کے بارے میں بازی ہوئی، آج کے حاضرے اور ماحول کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں
حالاً گی ظاہر ہے کہ اگر قرآن کریم نے یہودیوں کی نعمت کی ہے تو اگر آج ان کی خرابیاں مسلمانوں کے
کسی گروہ میں پائی جائیں تو وہی قابل نعمت ہو گا۔ (۱)

بھروسے تسلیل البيان کی تالیف کے داعیہ میں شدت اور اس کیلئے اس باب کی رہنمائی کا مذکور ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:
”اس تفسیر کی مقدار میں کے دوران شدت سے دل میں یہ تاثنا پیدا ہوا کہ اسی المدار میں اروہی بھی تفسیر
لکھی جائی چاہیے، کبھی بھی خیال آتا تھا کہ اس کام کے کرنے کی اللہ پاک مجھے یہ سعادت انصب
فرما دے۔“ اگر اپنی کمزوریوں کو دیکھ کر بہت نہیں پڑتی تھی، مگر آہت آہت ہے تھا یہ خیال ہر زمین کی صورت القید
کر دیا، اسی دوران حالم اسلام کے مشہور مؤلف اور مکر و جدہ الرحلی صاحب کی ”تفسیر الحمیر“ (۲) نظر
سے گزری، اس کا مدار بھی ”فسر الحمیر“ سے ملا جاتا تھا۔ اس کے بعد علامہ رشید رضا صحری کی
”انوار“ (۳) کا مطالعہ کیا۔۔۔ میں نے جب تفسیر لکھنے کا حرم مسموم کر لیا تو جامعہ خور یہ چھوڑ
دیا۔۔۔ (۴)

قرآن مجید روئے زمین پر سب سے زیادہ بھی جانے والی کتاب ہے۔ ہر دوسری اس کتاب کی خدمت کسی بھی دوسری
کتاب سے زیادہ کی گئی ہے۔ اس بارہ کتاب کے الفاظ کو محفوظ کرنے کے ساتھ ساتھ اس کے معنی اور تفسیر پر بھی بڑا کام ہوا ہے
چنانچہ اب تک دنیا کی تقریباً ہر بڑی زبان میں اس کا ترجمہ و تیاب ہے، مختلف زبانوں میں اس کی تفسیریں اور تفسیر حاشیہ لکھنے گئے
ہیں، جن میں سے صرف اردو زبان میں بیشتر تفاسیر اور تجزییاتی مایہ موجود ہیں، انہی میں سے ایک تفسیر ”تسلیل البيان فی تفسیر
القرآن“ (۵) بھی ہے جو حضرت مولانا محمد اسلام شنون پرنسپل کی تالیف ہے۔

تسلیل البيان کا تعارف

تسلیل البيان پارچلدوں پر مشتمل ہے، اور اس میں سورہ بھرپوک کام ہوا ہے۔ مولانا محمد اسلام شنون پرنسپل کی شہادت کی وجہ
سے تسلیل البيان پر تفسیری کام کامل نہ ہوا کہا۔ یہ تفسیر بالاروہت اور تفسیر بالمشکرا مجموع ہے۔ اس تفسیر کی تالیف میں اگرچہ کوئی تحقیق
کام نہیں ہوا ہے بلکہ اردو زبان میں اپنے المدار کی یہ سلسلی تفسیر ہے جو بعض عربی تفاسیر کے مجموعہ کو دیکھ کر تسبیح کی گئی ہے، خوب و لطف
تحریر فرماتے ہیں:

”کچھ عرصہ سے اس کے دل میں یہ داعیہ شدت سے پیدا ہوا تھا کہ جس طرح عمر نبی زبان میں نئے المدار
میں بعض تفاسیر بکھی گئی ہیں، اس طرح اکام اروہی بھی ہو جائے۔“ (۶)

اس تئیر میں تحقیق کام کیوں نہیں کیا گیا؟ استقراء کے اصولوں کو کیوں تک کیا گیا؟ ان وجوہات کا ذکر کرتے ہوئے مولانا اعلم شنون پرنسپل قطر اڑیں:

”لیکن چوکا سے ذرا کا بھا قاکر کہیں اس سے ظلٹی نہ ہو جائے اور ثواب کے بجائے عذاب کا سبق نہیں
جائے اس لیے اس نے ایک کام تو کیا ہے کہ کوئی بھی تحقیق طلب بات مختصر تائیر دیجئے بغیر نہیں کیا۔
وسرے مرحلے پر اس نے تئیر بعض مسئلہ ملائکوں کو دکھاوی ہے“ (۱۷)

چوکا قرآن کریم قیمت بہک کے آنے والے انسانوں کے لیے راہ میں ہے، اس لیے ہو جو زمانے کے لوگوں کیلئے اس کتاب مقدس کی برتوں اور بحکومتوں کو نایاں کرنے کیلئے اس تئیر میں خصوصی مدد از انتیار کیا گیا ہے تاکہ ہر فرد ان بدلیات کی روشنی میں اپنے حال کا جائزہ لے اکر راہ بھاٹ پائے۔ اسی المدار کو اس تئیر کی انتیازی خصوصیت قرار دیجئے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس تئیر کی انتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ان برتوں، بصیرتوں، بحکومتوں اور بدلیات کو نایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو ہر زمانے کے انسانوں، جاتتوں اور گروہوں کے لیے اس کی ایامت میں پا شدہ ہیں ہا کر مطالعہ کرنے والا قرآن کو ایسی کتاب نہ بچے جو صرف اپنی کے لوگوں سے بحث کرتی ہے بلکہ اس کے کردار سے زمانہ حال میں بھی پلچھے ہوتے دکھائی دیں اور اسے قرآن کریم اس ایسا آئینہ گھوسی ہو جس میں
ہر شخص اپنی ایسی باری میں دیکھ سکتا ہو“ (۱۸)

مولانا اعلم شنون پرنسپل نے اس تئیر کی ۳۴ بیانات میں نوجوان کا اہتمام کیا ہے۔ اس پر تفصیل اٹھکو سے قبل ہم سورہ یوسف کی روشنی میں پہچان اہتمامات کا ذکر مناسب بکھٹے ہیں جنہیں ذکر نہ ہوئے اور تئیر کے مطالعہ سے دیجئے گئے تئیر کا حصہ طوم ہوئی ہیں۔

۱- مرید بائل و قدرات کے مظاہرین کی قرآنی ایامت کی روشنی میں دیہ وحی

اس تئیر کی ایک ایسا خصوصیت پیشہ گیات کی تئیر کے ٹھنڈیں میں ہے کہ مطالعہ بائل کے مظاہرین کی قرآنی ایامت اس کے سیاق و سماق کے حوالے سے دیہ وحی ہے جیسے سورہ یوسف کی ایمت۔ (از مسلمۃ معنا غدایز نع و بلع) (۱۹) کی تئیر میں قدرات کا حوالہ دیجئے ہوئے لکھتے ہیں:

”قدرات کی ہے کہ اور ان یوسف اپنے مولیٰ چانے کیلئے حکم“ کی طرف گئے ہوئے تھے، ان کے پیچے خوبی یعقوب علیہ السلام نے یوسف کو روانہ کیا تھا۔ (۲۰)

اگر قدرات کے اس بیان کی وجہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مگر یہ اس بیان کی وجہ از قیاس ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام ان کے حد کا حال جانتے ہوئے یوسف کو اپنے انہوں ہوتے کے منہ میں روانہ کریں، اس حوالے سے قرآن یہ کا بیان زیادہ وحی، طوم ہوتا ہے کہ

سارا منصوبہ بھائیوں نے خود ہی بخالا تھا بلکہ ان کے مدارک کام سے یہی آہت ہوا ہے کہ وہ پہلے ہی اس قسم کی کوشش کر رکھے تھے، کیونکہ انہوں نے ٹکلوں کے مدارک میں اپنے والد سے کہا تھا کہ ”کیا وجہ ہے آپ یوسف کے ہارے میں تم پر اعتماد نہیں کرتے؟“ یقیناً کوئی نہ کوئی ایسا وائد ضرور پہنچ لایا ہوا جس سے انہیں مدارک ہو گیا تو کس کوئی دلیل نہیں تھا کہ ظریف سے دیکھا جاتا ہے۔” (۲۱)

اسی طرح آہت مبارکہ ہو جائے وہی اُبیسہہر دم کذب ہے (۲۲) کی تحریر کے ذیل میں تورات کا حوالہ دیجئے ہوئے آپ

وقطر از ہیں:

”بھر انہوں نے یوسف کی قیا کولیا اور ایک بکری کا پچھہ مارا اور اسے اس کے لہر میں تر کیا اور انہوں نے اس ٹکلوں قیا کو بھجا اور اپنے بھائی کے پاس لے لے اور کہا کہ تم نے اسے پایا، آپ اسے پہنچانے کر یا آپ کے بیچ کی قیا بے کر چکیا اور اس نے اسے پہنچانا اور کہا کہ یہ تو تیرے بیچ کی قیا بے کوئی ہے اور وہ اسے کھا گیا، یوسف بے بھائی پھر آگیا۔“ (۲۳)

تورات کی اس روایت کی تردید کرتے ہوئے آپ لکھتے ہیں:

”تورات کی اس روایت سے آہت ہاتا ہے کہ باب نے چیز کے اس افسانے کو تسلیم کر لیا تھا قرآن اس کی تردید کرتا ہے، شایعہ قرآن نے خون اور قیس کا ذکر اسی لیے کیا ہے کہ اس افسانے کا کوئی کھلا ہونا آہت کر دے۔“ (۲۴)

اسی آہت کے اگلے کھوارے ہاں بیان عکوف فلم اللہکم اتہ (۲۵) کی تحریر میں تورات کے مضمون کی آپ تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ایک طرف قرآن ہے جو یعقوب علیہ السلام کو سہرا و اختامت کے ایک ثالثی بیکر کے ٹوپر پر پہنچ کرتا ہے، دوسری طرف تورات اور ٹکلوں ہے جو انہیں اسی موقع پر وہ پکوڑ کرتے دکھاتی ہے جو شایعہ غیر نبی اُرساہ و شاکر اور نیک انسان ہی نہ کر۔“ (۲۶)

تورات میں ہے:

”جب یعقوب نے اپنا بیوی اہن چاک کیا اور اس اپنی کمر سے لپھانا اور بہت دنوں تک اپنے بیچ کیلئے ہاتم کر کر رکا۔“ (۲۷)

ہر یہ وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”کون کہتا ہے قرآن کے مضمون باطل سے جو اے گے ہیں؟ کتنے ہی داش و بھی ہیں جو باطل نے انجام

کے پاک صاف راں پر لائے تھا اور قرآن نے بڑی مبارکت سے انہیں صاف کر دیا۔“ (۲۸)

ایک اور مقام پر حکمت وہدات کے مذوان کے تحت تورات کے مضمون کی صحیحی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"قرآن نے (جملہ بغیر) (۲۹) میں بارش کو جو صدائے دکر کیا ہے تو عکس ہے اس میں ایک حکمت

بانکل کی صبح ہو کیوں کہ بانکل میں اونٹ کے بجائے گدھ کا ذکر ہے۔" (۳۰)

توبیت میں مذکور ہے:

"اور انہوں نے گدھ میں نلہ لا دالورہ باں سے روانہ ہوئے۔" (۳۱)

یہ چند آیات ہیں جن سے صریح یا کثیر بانکل اور تورات کے مذہبیں کی واضح تردید یا صبح ہو رہی ہے۔ سورہ یوسف میں
جاہاں تورات و بانکل کے جوابیں گے اور اس تفسیر تحریک انجمن کے اندر قرآنی آیات کی تفسیر و تحریک میں اس کی تردید یا صبح نظر
آئے گی۔

2۔ لغوی و نحوی تحقیق

قرآن مجید کا ہر بخش اور ایک ایک کل اپنے اندر ان گنت فوائد و معانی، اعجاز و علم سے ہوئے ہے۔ اس کے الفاظ حکمت
سے بھر پور ہیں۔ قرآن پڑھتے جائیں اور علم کے سند میں فوٹے لے کاتے جائیں، اس کے الفاظ پر جتنا خور کریں گے اتنا اس کے علم
میں ڈوبتے چلے جائیں گے۔ چونکہ قرآن مجید آپ کو اپنے کارند و جادیہ تحریر ہے اس لیے جاہاں آپ کو الفاظ قرآن میں اعجاز نظر کے
کام تحریک انجمن میں بعثت مقامات پر آپ کو الفاظ کے لغوی معانی اور نحوی تحقیق پر سنگھولی گی جس کا مقصود کسی فائدہ و حکمت کا بیان ہے
قرآن مجید کے اعجاز کے پسلکو جاگر کرنا ہو گا، جیسے آیت ﴿وَقَالَ لِلْفَقِيهِ بَلِّغُهُمْ بِمَا يَصْنَعُهُمْ﴾ (۳۲) میں "بَلِّغُهُمْ" کی تحریک
کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"(بِمَا يَصْنَعُهُمْ) عربی میں "بَلِّغَهُمْ" کا لغوی معنی اور سکر کے معنی میں نہیں، مال تجارت کے معنی میں

استعمال ہوتا ہے، امام راغب اصلبی اور حافظہ المحدثات فی غریب القرآن میں لکھتے ہیں:

البضاعة قطعة و الفرة من المال تلفظی للتجارة. (۳۳)

"مال کی وہ افراد مخدار جو تجارت کے لیے لگی جائے، اسے بضاخت کہا جاتا ہے"

آیت کے لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اس کے اعجاز کے پسلکو جاگر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ذیں اس لفظ کے استعمال میں بھی قرآن کے اعجاز کا ایک پسلکو بھاٹا ہے کہ وہ کسی بھی دور اور ملک کا ذکر

کرتے ہوئے تاریخی اور معاشری جزویات کا لاحاظہ بھی خوب رکھتا ہے، جس زمانہ میں قصر یوسف ہیں آیا،

اس زمانے میں نقدی اور سک کا رونق نہ تھا، اچانس کے جاؤ لے اور سونے چاندی ہی سے تجارت ہوتی تھی،

قرآن نے جس لفظ کا انتخاب کیا ہے، اس کا اخلاقی ہر ہم کے مال تجارت پسلکو بھاٹا ہے،" (۳۴)

ایک دوسرے مقام پر ﴿وَقَالَ يَسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (۳۵) آیت کی تفسیر میں یحیا (یوسف) کی نحوی جیشیت پر سنگھو

کرتے ہوئے ایک فائدہ بھاٹا ہے،

"(یوسف) قرآن میں یورتوں کا ذکر بسیز تھا جیسیوں ہر چیز ایسا ہے، ہر جگہ اس منہوم کیلئے ایک فائدہ" (۳۶)

آیا ہے، اس حامیوں کو پھر کفر قرآن میں صرف دوہی چکر "نحو" (۲۷) اُڑ کیوں آیا ہے؟ (ایک تو یہی اور دوسری چکر یہی اسی سیاق میں چدراخون کے بعد) اس سوال سے ایک عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ "نحو" تین عکس ہے، اس کو تحقیق تکمیل کرنے کے لئے ایک نظر ہے اور یہ دلالت بھی کرتی ہے تکمیل میں ایسی کتبے والیں صرف چند ہی تحریریں، تحقیق کریں کیلئے احتفاظ نہ کرو، کیا قرآن نے یہ احتفاظ کر خواہ وہ اثمار کر دیا کہ ان یہوں کی تعداد پہچانی بڑی نہ تھی، یہ تکمیل کی چند یہوں یا اس تحریری، تکمیل کی تعداد ہم چشم، چنانچہ رواتون میں ان کی کل تعداد پہچانی آتی ہے بلکہ بعض میں چار بھی۔ (۲۸)

3۔ آسان وہ رو طکام

تسلیل البيان کی اردو تحریر شستہ و ملیٹس ہے، الفاظ اپنا ڈالوں کی بیانات ایسی دلشیں ہے کہ پڑھتے جائیں اور مضمون کو ہم نہیں کرتے جائیں جی کہ بہت سے مقامات پر لمبی لمبی تحریری مباحثت میں الفاظ کے سکرار اور غیر ضروری بحث سے بچتے ہوئے ایسی تحریر لگاتے ہیں کہ بڑی بڑی تحریری کی تحریری کی تحریری مباحثت کو چند ڈالوں میں بیان کر دیتے ہیں۔ دیگر اردو تحریر میں آپ کو سادہ زبان بھی لے گئی اور ایسی تحریر بھی لمبی لمبی بعض مقامات پر ایسا کہ تحریر میں غولی غولی بخوبی کی وجہ سے قرآن کے الفاظ کے واضح معانی نظروں سے اوچل ہو جاتے ہیں اور اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہو گا کہ اس تحریر نے اس کی کو بڑی حد تک دوہر کیا ہے کہ بعض ایسے کی لمبی لمبی تحریروں کو اس تحریر نے متوالات کے ذریعے اور الفاظ و بیان کی تحریر کے ذریعے سلسلہ کر دیا ہے جو انچہ غولی تحریری مفہومیں پڑھنے کے بعد بھی قرآنی الفاظ کے معانی نظروں سے اوچل نہیں ہوتے۔ جن چیزوں کا اس تحریر میں اہتمام کیا گیا ہے، انہوں نہ تفصیل ذیل میں تنظیم کر دیتے ہیں:

1۔ خلاصہ سور

خلاصہ سور کے متوالن کے تجھت سورتوں کے اہم مفہومیں کو ذکر کیا گیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

"ہر سورت کے آغاز میں اس کا خلاصہ دیا گیا ہے تاکہ قرآن کا مطالعہ کرنے والے کے سامنے اس سورت کے تمام مفہومیں ایک نظر میں آ جائیں اور پھر وہ پورے صور اور آنکھی کے ساتھ سورت کا تفصیل مطالعہ کر سکے" (۲۹)

سورہ ناجوہ سے لے کر سورہ بھر تک کی سورتوں کا خلاصہ مختلف متوالات سے پیان کیا گیا ہے، پہلی جلد میں سورہ ناجوہ، بقر وہ اول قرآن کے اہم مفہومیں پیان کرنے کیلئے متوالن "سورہ ناجوہ ایک نظر میں" (۳۰) دوسرے قرآن کیا گیا ہے جو بھی جلد میں سورہ یوسف سے سورہ بھر تک کی سورتوں کے خلاصہ کیلئے متوالن ہے "سورہ یوسف کے اہم مفہومیں" (۳۱) رکھا گیا ہے۔

2۔ موضوعاتی تحریر

موضوعاتی تحریر کے متوالن کی وضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"مخفف آیات کو مضمون کے اعتبار سے کسی ایک موضوع اور متوالن کے تجھت تجھ کرنے کا اہتمام کیا ہے ہلا"

"اللہ کا احسان عظیم" (۲۲)، "خوب اور تبیر" (۲۳)، "مر اور ان یوسف کی مثالوں" (۲۴)،

"حضرت یوسف طیب الاسلام کی فڑی و فروخت" (۲۵)، "ایک اور اگر ماش" (۲۶)، "چند مرتوں کا فریب اور ناکامی" (۲۷) وغیرہ۔

موضو ماتی تحریر کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"موسماتی تحریر کا ایک نامہ ہے تو یہ ہے کہ آیات سے ماحصل شدہ، کسی اہم سبق کو ہم میں بخانے میں آسانی ہوتی ہے، وہ مر انا نکہ ہے یہ ہے کہ علمی کام کرنے والوں کے لیے اس میں بڑی سہولت پیدا ہو جاتی ہے، قیصر انا نکہ ہے یہ ہے کہ جہاں جہاں درس قرآن کا با تکاحدہ انتظام ہے وہاں روزانہ کسی ایک موضوع پر درس دے دیا جائے تو پڑا یقیناً وہ منظہ و اور عاشر ہو گا" (۲۸)

3۔ ترجمہ

مولانا اسلام شنون پرنسپل نے قرآن پاک کا ترجمہ نہیں کیا اور حضرت شیخ الہند کے ترجمہ (۲۹) کو اپنی تحریر کا حصہ بنا لیا ہے۔ ترجمہ کرنے کی وجہ کر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ترجمہ کی افادی صحتیں علمی پہلو سے ہے، لیکن اس کیلئے جن مصلاحتوں اور شرائط کا پایا جانا ضروری ہے، وہ بندوں کے اندر منتقل ہو جیں، اگرچہ اکابر کے زادہ اتم نے بعد کے مترجمین کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں پھر بھی مجھے خود ترجمہ کرنے کی وجات ہیں ہوئی بلکہ میں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے ترجمہ پر اکٹنا کیا ہے، جو حضرات ایلہات ہم پسند کرتے ہیں جو لفظی بھی ہو اور سلسلہ بھی ان کے لیے پیدا ہمہ خاصے کیا چیز ہے" (۳۰)

ترجمہ کو خصوصی منوان شناختیں اس لیے دیا گیا ہے کہ دوسری تفاسیر میں موسماتی تحریر لکھنے والے حضرات خود ترجمہ کرتے ہیں جبکہ اس تحریر میں ایسا نہیں ہے۔

4۔ تحریکیں

ترجمہ کی بجائے آیات کا مرکزی منہوم بیان کرنے کیلئے تحریکیں، "امونان ہم" کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"ترجمہ کرنے کی تو بحث صحت ہیں ہوئی لیکن میں نے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے ترجمہ کی تحریکیں لیں ہیں جیسے عجمیم الامت حضرت قانونی رحمۃ اللہ کے الفاظ میں، "محض تحریر یا ترجمہ مطلوب" کہنا مناسب ہو گا، اس کے لیے میں نے یہ پڑا تقدیر کیا ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ کے خاص تحریر اور آیات کے سیاق و سماں کو مندرجہ کر مرکزی منہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے" (۳۱)

چند آیات کی تحریکیں ملاحظہ ہوں:

"حضرت یوسف طیب الاسلام کی ریاست وزارت" (۳۲)

تحریک: اور میں اپنے نفس کو پاک نہیں کہتا کیونکہ نفس برائی کا راستہ دکھاتا ہے، البتہ جس پر بیرابر تم کر دے، اس کے شر سے نجات جاتا ہے، بے شک بیرابر بہت بخشنده والا اور بے حد برا بان ہے۔ بادشاہ نے عکم دیا کہ یوسف کو بیرے پاس لے آؤ، میں اسے صرف اپنے حالات کے لیے تخصیص کروں گا، جب حضرت یوسف طیب السلام کو بادشاہ کے پاس لاایا گیا اور اسے ان سے بات چیت کا موقع لانا تو اس نے ان سے کہا، آج سے تم بارے اسی حرز اور حشر ہو۔ یوسف نے کہا، مجھے وزیر خزانہ بنا دیجئے کیونکہ میں دیانتداری سے خاطرات بھی کر سکتا ہوں اور حساب کتاب سے بھی خوب واقف ہوں۔ جیسے تم نے تسلی سے آزادی کی صورت میں یوسف پر انعام کیا تھا جوئی تھی تم نے اس عملک صریح باقاعدہ بنانے کا اعلان کیا، وہ جہاں چاہتے تھے بہت بہت تھے، تم جس پر چاہتے ہیں اپنی رحمت مندرجہ کردیجے ہیں اور تم تنگی کرنے والوں کا اجر نمائیں کرتے۔ البتہ آخر کا اجر دنیا کے اندھے سے کہیں زیادہ بہتر ہے اس لئے کوئی کے لیے جو اکان لائے اور اقویٰ پر قائم رہے۔ (۵۳)

درجن بالا آیات کی تحریک کو ذرا فور سے پڑھنے اور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح خود پر معلوم ہو جاتی ہے کہ تحریک میں بالا درجہ تحدید کے علاوہ، آیات کے مرکزی مضموم اور بیانِ سابق کا بھی بذا الحال اظہار کیا گیا ہے جیسے آہت (الآلام در حرم زینی) (۵۴) کی تحریک میں، البتہ جس پر بیرابر حرم کرے۔ اکابر جس کافی تقلیل ہے وہ اس کے شر سے نجات جاتا ہے۔ کائنات، بیانِ کام کے مقتضی کے خود پر ذکر کیا گیا ہے۔ اسی طرح (احبیط علیم) (۵۵) کی تحریک، کیونکہ میں دیانتداری سے خاطرات بھی کر سکتا ہوں اور حساب کتاب سے بھی خوب واقف ہوں، آہت کے مرکزی مضموم کو پیش اظہار کر کر کی گئی ہے۔

تحریک کے پیان میں ارادہ اور بالا درجہ تحدیدات کا استعمال کیا گیا ہے جو کافی حد تک آیات آپ کے نفس مضمون کو تفسیر کے بغیر بخشنده میں مدد و معاون ہے۔ جو لوگ وقت کی کمی کے علاوہ کے باعث قدر آن پاک کی تفسیر کے مطالعہ کے لیے وقت نہیں نکال پاتے، اگر صرف تحریک البیان کے تحریک کے مطالعہ کیلئے، وزنِ دس سے پھر رہ منت نکال لیا کریں تو تھوڑے وقت میں بہت بخشنده تختیں قرآن مجید سے حاصل کر سکتی گے۔

4۔ ربط آیات و سورت

قرآنی سورتوں اور آیات کے درمیان مذاہت اور ربط کے بارے میں اہل علم کے اختلاف کو ذکر کرتے ہوئے ذرمتے ہیں:

”ربط کے بارے میں قدیم زمانے سے اہل علم کا اختلاف چلا آرہا ہے، ایک گروہ کا خیال ہے کہ سورتوں اور آیتوں میں کوئی ربط اور مذاہت نہیں ہے اس لیے کہ قرآن کریم ہمیں سال میں نازل ہوا، اس عرصہ میں مختلف تم کے حالات اور واقعات پیش ہیں اے، مذاہقین کا تھہور، قریش کی ریش، وہ ایساں بہر و احمد کے سر کے سلسلہ وہ اس کے مقابلے، اسلامی حکومت کی ناسیں، مسلمین مالم کو دعوت اسلام، مختلف قوائیں اک نقاو، پیسوئے مولے خارجی اور داخلی حالات..... ان تمام موقع پر حسب ضرورت کبھی پوری سورت اور

کبھی چند آیات نازل ہوتی رہیں اب ان سورتوں اور آیات میں ربط تلاش کرنا سچ لامحہ کے سوا کچھ نہیں اور اگر بذریعہ کوئی صاحبِ وقت اسے تلاش کرنے میں کامیاب ہو سکی جائے تو اسی چیزوں کی حیثیت نکلا افرینی سے زیاد جھکیں ہو گی۔ (۵۶)

آیات و سورتوں کے درمیان ربط کے تالکین مطابق موقن کی مناسبت تحریر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لیکن مطابق ایک پڑتی ہدایت کا وہی یہ ہے کہ سورتوں اور آیات کے درمیان پڑتی ہی گہری مناسبت اور ربط پایا جانا ہے۔ اس میں تالکین کی قرآن کریم کا نزول مختلف موقع اور حالات میں تھوڑا تھوڑا اکر کے ہوا لیکن قرآن کریم کی موجودہ تحریر توزیع کے مطابق نہیں ہے بلکہ رسول اکرم ﷺ کی بدیات کے مطابق مختلف آیات کو مختلف موقع پر لکھا گیا تو کیا تم یہ فرض کر لیں کہ اپنے ﷺ کی بدیات اور موقع کی تصریحیں بغیر کسی مناسبت کے تھی؟ حیرت ہے کہ دنیا کی کسی بھی کتاب کے مطالعہ میں مناسبت کا نہ ہوئा غیب ثمار کیا جانا ہے جبکہ اسی عدم مناسبت کو بعض حضرات حکام اللہ کے خاص میں سے غافر کر رہے ہیں۔“ (۵۷)

اگرے زمانہ بجید و قریب کے پچھاں اعلیٰ علم حضرات کی قرآنی آیات و سور کے درمیان ربط کا اہتمام کرنے سے متعلق علمی خدمات و کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے تکھیں ہیں کہ:

”اس کم علم نے بھی اعلیٰ علم کے اس دوسرے گروہ کی ادائیگی ہے اور اکٹھا موقع پر ”ربط“ کا عنوان قائم کر کے اور بعض جگہ عنوان کے بغیر ہی تحریر اور تفسیر میں ایسا انداز انتیار کیا ہے کہ ربط خود بخود واضح ہو جائے۔“ (۵۸)

چنانچہ سورہ یوسف کی ابتداء میں ربط کا عنوان ہاتھ فرمائے اور سورہ ہود کے درمیان مناسبت کو ہبہت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

”سورہ یوسف، سورہ ہود کے بعد نازل ہوئی۔“ (۵۹)

سورہ یوسف میں حضرت یوسف علیہ السلام کا پورا اقصیٰ بیان کیا گیا ہے، کسی دوسری سورت میں اس کا کوئی جزو نہیں مذکور ہوا، اس کی وجہ میں علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں:

”علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ میں اس کے دو نوں انداز مدد بیان تک پہنچے ہوئے ہیں، چاقعنہ مذکور ان تصویں کی نظر لاسکنے ہیں جو کہ رامے ہیں اور نہ اس حصے کی نظر لاسکنے ہیں جو غیر کہ رامے ہے۔“ (۶۰)

6۔ تفسیر میں علمی اور طویل احادیث سے ابھت اب

تفسیر کے بیان کرنے میں علمی اور طویل احادیث سے ابھت اب کیا گیا ہے، محدود اقوال کے بجائے چند ایک قول کو انتیار کیا گیا ہے، باس کسی خاص وجہ سے (بہت کم تجھیوں پر) ایک سے زائد اقوال کو ذکر کیا گیا ہے۔

مؤلف اپنے تفسیری الٹوب کو خود بیان کرتے ہوئے قسم طرزیں:

”چونکہ یہ فصل ابتداء میں سے کرایا گیا تھا کہ ”تسلیل البيان“ کو اسم ہائی بانے کی کوشش کی جائے گی اس لیے تفسیر میں متعدد اقوال نظر کرنے کے مجازے کسی ایک قول کو اختیار کرتے ہوئے میں زبان میں بیان کیا گیا ہے، البتہ چند ایک موقع پر کسی خاص وجہ سے ایک سے زائد اقوال بھی نظر کے گئے ہیں، مثلاً اشکالات و جوابات، ثناوات و دو ثناوت اور خوبیں احتجات سے محمد اہل از کیا گیا ہے، اگر اللہ تعالیٰ نے تو فیض دی تو ان ثناوات کے بیان کرنے کے لیے کوئی دوسرے موقع خلاش کیا جائے گا۔ جہاں قرآن نے خطابی ادراز اختیار کیا ہے وہاں تم نے بھی تفسیر میں اسی ادراز کو برقرار رکھنے کی کوشش کی بہتہ کہ اس تفسیر کا گھری اپنے دل پر قرآن کی دلخواہ صورتیں کر لیں پر مجور ہو جائے۔“ (۲۱)

تفسیر کا بنواد مطالعہ کرنے کے بعد علموم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اس تفسیر کو بیان کرنے کیلئے آرائی اور سبل طرز بنا یا ہے، تفسیر کیلئے ایسی تعبیرات ذکر کی گئی ہیں جو قرآنی آیات کے سیاق و مہمان کو باطل کر سکتے ہیں ایسا کوشش کرو دیا جائے اور مخالف ہو جائے اس کو مذکور کرو دیا جائے۔ اسی طرز کی تفسیر کو ایسا ادراز اختیار کیا ہے جس میں وہ مختلف اقوال عرض مضمون ناصحتیں ہیں جائے ہیں اور ان کی تفسیر کیلئے اس آہم کامیابی میں مغلک اقوال ہیں، ”صحس تعبیر کا استعمال ہی نہیں ہوتا۔“ دلیل میں مذکور آیات سے چند گھرے پیشی خدمت ہیں، جنہیں پڑھ کر یہ صورتیں کیا جاسکتا ہے کہ ”تسلیل البيان“ فی تفسیر قرآن ”آئمہ اسکی ہونے میں کس حد تک کامیاب ہے۔

”وَ اسْرَوْهُ بِضَاعْنَهُ“ (۲۲) کی تفسیر کے دلیل میں مؤلف قسم طرزیں:

”فَأَقْلَدَهُ الْأَوْلُونَ كُوَّلَ يَرِيْدُ لِاقْتَلُهُ كُوكَبُكُنْ اسَّكَانَ كُوكَيْنَ وَالِّيْلَ وَالِّرَّاثَةَ نَهْلَ أَكْلَ آتَىَ وَرَبِّيْلَ يَوْمَيْلَ هُمْ مُهْمَتَ مِنْ حَالِ ہونے والی میان سے خروم ہو جائیں، اس لیے انہوں نے اس واتکہ کو رکھنے کی کوشش کی اور اس ”میان“ کی حجاجت کا بھی بڑا اجتہام کیا“ (۲۳)

”وَ كَنْلِكَ مَكْنَلِيْلَوْسَفَ“ (۲۴) کی تفسیر کرتے ہوئے سولاہ اسلام شنون پوری لکھتے ہیں:

”بیہی ہم نے یوسف کو قتل ہونے اور کنڈیں کی نار کی سے بچایا، یونہی ہم نے انھیں صریحے مددن اور رتقتی یا از ملک میں ایک ایسے گرانے میں باہر نہ کرنا عطا فرمادیا جس اور کرو دہتر ادراز میں اپنی خدا اور صلاحیتوں کو نشانہ ادا سے سکھتے ہیں، وہ مری مصلحت اس میں یعنی تھی کہ ہم یوسف کو با توں کی حقیقت اور خواہوں کی تعبیر میں مبارکہ ملا کر دینا چاہتے تھے تاکہ اس کے لیے صریحی ادا شناختی کی راہ ہمور ہو جائے۔“ (۲۵)

7۔ حکمت وہدات

قرآن کے زنوں کا اصل مقصد بدایت ہے، باقی اقصص و اخبار، احکام و مسائل، عقائد و افکار اور جو کچھ علم و فتوح وغیرہ،

قرآن میں آئے ہیں وہ سب کے سب اسی بدایات کے حصول کے لیے ہیں، جسے ان چیزوں سے بدایات لیں گئی وہ کامیاب ہو گیا اور جو کوئی ان ہمدرم خون کے حاصل کرنے کے بعد بھی بدایات سے خود بادھنا کام ہے۔

حکمت و بدایات کے منوان سے اسی تصریح میں جو پچھوپی ہے وہ سب اسی قرآن کے مقصودِ رسول کے حصول کیلئے ہے اور یہ کہا ہے جان ہو گا کہ حکمت و بدایات کے منوان کے تحت جو اداز اس تصریح میں القید کیا گیا ہے وہ اسے دُنگار و قابیر سے ممتاز کرنا ہے اور سبیل اس تصریح کی اصل اور بینا وی خصوصیت ہے۔ پہلے ہم خود مولف کی تحریر بدنوان حکمت و بدایات کو پڑھتے ہیں اور پھر چند مختسب مثالوں سے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

مولانا اسلام شنوندگانی تحریر فرماتے ہیں:

”اس منوان کے تحت وہ بصلہ وہر اور اکام و مسائل بیان کے لیے ہیں جو مختلف آیات میں خوب و نظر کے بعد حاصل ہوتے ہیں۔ اس نے ناجائز نے اکثر محسوس کیا ہے کہ تصریحی احادیث اور علمی تحقیقات میں اگر کر قرآن کا پیغام نظر وہ سے اوپر جائیں گے، یہ تو یاد رہتا ہے کہ قرآن یہود و انصاری اور مشترکین اور مذاہقین کے بارے میں کیا کہتا ہے لیکن قرآن کا گھری یہ بھول جاتا ہے کہ قرآن خود مجھ سے کیا کہتا ہے اور بہرے لیے ان آیات میں کیا پیغام اور کیا حقیقت پوشیدہ ہے اسی پہلو کو نہ ایسا کرنے کیلئے“ حکمت و بدایات ”
کامنوان ہام کیا گیا ہے جو بدایات ہے اور است کسی آیت سے حاصل ہوتی ہے اس کے آخر میں آیت بُر دیا گیا ہے لیکن جو بدایات اور مسائل کم و قم کی مذاہق کی مذاہق سے بیان کے لیے ہیں ان کے آخر میں آیت بُر نہیں دیا گیا“ (۲۶)

بدایات میں بگار کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ان بدایات میں اہل ذوق کو مسکن ہے بعض واقع پر بگار محسوس ہو لیکن پوچھ کر قرآن کے پیغام کو نہ ایسا کرنا اور زہنی لشکن کرنا اس کے بغیر مگر نہیں قہاں لیے گا سے برداشت کر لیا گیا ہے یہ اگلے بات ہے کہ وقت نظر سے مطالعہ کرنے والا انسان کو ولی ورگا کر یہ بگار نہیں بلکہ کسی نئی حکمت و بدایات کا اکابر ہے“ (۲۷)

ان حکمت و بدایات کو کھٹکے کے لیے غور و خوش کو لازم فرم دیجے ہوئے قسطراز ہیں:

”آیات سے جن حکمتوں اور بدایات کا اخراج کیا گیا ہے وہ بگرے غور و خوش پر مبنی ہیں اس لیے ہمارے گرام کو بھی خوب نظر سے کام لہا ہو گا ورنہ سطحی اداز میں مطالعہ کرنے سے ان کا سمجھنا مشکل ہو گا، اگر بالفرض بار بار کے غور و خوش کے باوجود کوئی بات سمجھیں نہ آئے تو کسی مسجد مسلم سے رجوع کیا جائے“ (۲۸)

درست قرآن میں آیات کا ارتکبہ کرنے کے بعد صرف ان حکمت و بدایات کے ذمہ کریں ایسیت کو بیان کرتے ہوئے تحریر

کرتے ہیں:

”اگر انہر اور خلباء روزانہ چدموت کے درس قرآن کا اہتمام کریں جس میں کسی موضوع سے متعلق چند آیات کا ترجمہ سن کر بھی چوڑی تفسیر کرنے کی بجائے جو امام کو حکم یہ تادیا کریں کہ ان آیات سے کیا حق محاصل ہوا اور ہمارے لیے ان میں کیا بیان ہے تو لوگ استنبثت کیسی حکومیں کریں گے اور انتہا اللہ انہیں بہت زیادہ فائدہ بھی ہوگا۔“ (۱۹)

مولف کی تحریر کا محاصل ذیل میں اختصار کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے:

☆ بصلہ و علم اور احکام و مسائل کا تذکرہ، آیات میں خور و خلک کا تبیہ ہے۔

☆ تفسیری ادھار اور علمی تحقیقات سے اعتماد اس لیے برآ گیا ہے کہ قرآن کے نزول اسلام مقصود یعنی بدایت نظر وں سے وصول نہ ہو۔

☆ جو بدایات برادرست کسی آہت سے محاصل ہوتی ہے اس کے آخر میں آہت بُر دیا گیا ہے اور جو بدایات موقع کی منابع سے آئیں ان کے آخر میں آہت بُر نہیں دیا گیا۔

☆ بدایات میں بھربری کے اصول ”اذا انکر و انکر رلی لفکب“ کے پیش ظرا ایسا ہے۔

☆ حکمتوں اور بدایات کا تجزیہ اسے گھرے خور و خلک پر منی ہے اس لیے تاریخ کرام کو خور و قدر سے کام لیا ہوا، اسی مطالعہ سے سمجھنا مشکل ہوگا۔

☆ درس قرآن کیلئے بھی چوڑی تفسیر کرنے کی بجائے اگر آیات سے محاصل شدہ سبق کا تذکرہ کریا جائے تو بہت منید ہوگا۔ آئیے اب تمہاروں کی مدد سے چند نکات کا جائزہ لیتے ہیں:

﴿فَالْيَنِي لَا تَقْفَضُ﴾ (۲۰) آہت کے تحت مودعا اسلام شنون پرنسپل نے چار نکات بیان کئے ہیں جو بصلہ و علم اور احکام و مسائل پر مشتمل ہیں:

۱۔ خواب صرف ایسے شخص کے سامنے پیان کرنا چاہیے جو صاحب علم، خیر خواہ، محبت کرنے والا اور تفسیر میں شدید رکھتا ہو۔

۲۔ جہاں تک ممکن ہو کسی ایسے انسان کے سامنے نہ کوئی ایجاد نہیں کرنا چاہیے جس کی طرف سے حسد اور خلافانہ چال ٹھیک ہو۔

۳۔ کسی کثر سے چھانے کیلئے اپنے مسلمان بھائی اور زیر بوس کے بارے میں خیر دار کرنا غیرت میں داخل نہیں۔

۴۔ والد اپنی اولاد کی مادی اور وہ جانی ترقی سے خوش ہونا ہے جبکہ بھائیوں کے جذبات اپنے بھائیوں کے بارے میں ایسے نہیں ہوئے (۲۱)۔

آہت کا ظاہر برادران یوسف کے نبی وغیر نبی ہونے پر دلالت نہیں کرنا البتہ سیاق و سابق سے اشارہ ملا ہے کہ برادران یوسف نبی نہیں تھے چنانکہ آہت کے ظاہر سے یہ بات طویل نہیں ہو رہی ہے اسی لیے اس بکھر کے بیان میں آہت بُر نہیں لکھا گیا، اسی

مسئلہ کو مولف یوں تحریر فرماتے ہیں:

”نہ اور ان یوسف کے بارے میں بحث ہوئی ہے کہ وہ انبیاء تھے یا نہیں، بلکہ اس تھے سے ہاتھ ہٹا ہے کہ وہ انبیاء نہیں تھے کیونکہ انبیاء کسی سے حد کرتے ہیں، زادپر والدین کی نافرمانی کرتے ہیں، زندگی کسی موسم کے قتل کے لیے مشورہ کرتے ہیں اور زندگی اس کی پلاکٹ اسلام کرتے ہیں جبکہ اور ان یوسف نے یہ سب کچھ کیا“ (۷۲)

﴿إِذْ قَالُوا يُوْسُفُ وَنَحْوُهُ أَخْبَرُ إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَنَحْنُ غَضَبُهُ﴾ (۷۳) کے ذیل میں مختلف ثانات میں سے ایک

نکتہ یہ ہے بیان کیا گیا ہے:

”شیطان بعض لوگات انسان کو توپ کی امید دلا کر گناہ پر آمادہ کر لیتا ہے جو لاکر کوئی نہیں جانتا کہ وہ توپ کی توفیق ملنے تک زندگی رہے گا ایسیں“ (۷۴)

حالاً کہ میان آہت سے یہ بدلات آہت ہے ﴿أَقْلَلُوا يُوْسُفَ وَ..... وَنَكُونُوا مِنْ بَعْدِهِ قُوَّمًا صَالِحِينَ﴾ (۷۵) سے مترسل ہوتی ہے مثلاً باپوز گلکی ظلطی ہا اپر آہت نہر الکھدرا گیا گیا ہے۔

﴿وَقَالَ لِسْوَةٌ فِي الْمَدِينَةِ﴾ (۷۶) آہت کی کھلی حکمت بیان کرتے ہوئے اسے دھومن میں نکشم کیا گیا ہے، ایسا ای صدر سے انسانی نظرت میں تجھیں کے اصول ادا استنباط کرتے ہوئے جو ال آہت دیا گیا ہے جبکہ اسی حکمت کے بغیر صد کوہوں جو ال آہت کے کر کیا گیا ہے مولف لکھتے ہیں:

”تجسس اور تجھیں انسان کی نظرت میں ہے، یہ جو کچھ نہیں جانتا سے جانتا چاہتا ہے۔ (۳۰) یہاں جذبہ تجسس مسرکی مورتوں میں ہی تھا۔“ (۷۷)

یہ چند مثالیں ہیں، حقیقت میں یہی مولف کی اس تفسیر میں سب سے ایسا خصوصیت ہے جو قادری قرآن کو تصدیق آن سے قریب کر دیتی ہے۔

8۔ آخذہ و مراجع

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ تحریکیں انسان فی تفسیر القرآن ”تفسیر بالماہر“ کا تجوہ ہے اسی لیے اس کی نایف اور جو ال جات کی تجزیہ کے دران مولف کے پاس عربی و اردو کی تجھیں ۲۶ مختلف تفاسیر رہی ہیں جن میں سے چند اہم تفاسیر کے نام ذیل میں درج کے جاتے ہیں:

۱۔ مفاتیح الفہیب معروف بالغیر الکبیر (امام فخر الدین رازی) (۷۸)

۲۔ تفسیر ابن کثیر (حافظ عاصم الدین ابن کثیر و مشتاق) (۷۹)

۳۔ روح الحالی فی سیع الدلائل (سید محمد احمد اخدادی) (۸۰)

۴۔ حارف القرآن (مولانا عفتی محمد شفیع) (۸۱)

۵۔ تفسیر مسیحی (مولانا عبدالمالکہ دریاواری) (۸۲)

۶۔ بیان القرآن (مولانا محمد اشرف طلی قانونی) (۸۳)

۷۔ التفسیر الحسینی (الدکتور وحیدۃ الرحمن)

۸۔ لسر الفتاویں (ابو بکر جلد ۲ جزءی)

مذکور الذکر تمیں تفاسیر سے زیادہ استفادہ کیا گیا ہے اور جزوی استفادہ کیلئے دوسری تفاسیر کو منع حوالہ جات رقم کیا گیا ہے۔
مولانا شنون پرنسپل لکھتے ہیں:

تسلیل میں بیان القرآن، ربنا اور تفسیر میں، التفسیر الحسینی اور حکمت وہدات میں، لسر الفتاویں میں نے خوب خوب استفادہ کیا ہے بلکہ بھی بات تذیرہ ہے کہ انہی تفاسیر کو دیکھ کر میں نے "تسلیل المیان" کا خاکر تیار کیا اور مجہد اشیٰ کی مدد سے اس خاکر میں ریگ بحر الکلم من و میں پابندی کسی کی بھی نہیں کی، ایسا بھی ہوا ہے کہ ربنا اور علوان کے اثاب میں، التفسیر الحسینی کے بھائے میں نے بیان القرآن کو ترجیح دی ہو، تسلیل میں دوسرے ترجیح و تفاسیر سے استفادہ کر لیا ہو اور حکمت وہدات میں دس بارہ، بصلہ و مبری بیان کرو دیئے ہوں جبکہ اس موقع پر لسر الفتاویں پاچ باتوں میں بھی اس بات کے بیان کرنے پر اکٹا، کیا گیا تھا اس لیے اگر میری تفسیر، اثاب اور تفسیر میں کوئی ظلمی ظہر آئے تو وہی بھری جہالت اور مغلوقی کا نتیجہ ہو گی اس لیے کوئی کو اس کا اسلام نہیں دیا جائے گا۔ (۸۴)

جززوی استفادہ کیلئے دوسری تفاسیر کے حوالہ جات کی تصریح کرتے ہوئے قطر اڑیں:

"جززوی استفادہ اور حقیقت و تائید کی حد تک دوسری تفاسیر بھی پیش نظر رہی ہیں اور ہر جگہ ان کے حوالے ساتھ ہی ساتھ دیئے گئے ہیں۔ اور حوالہ جات کے لیے یہ (۱) ننان دیا گیا ہے اس لیے یہ دوہی خلاف حقیقت نہیں ہو گا کہ اس تفسیر میں جو کچھ ہے وہ مختلف علماء کی تفاسیری سے ماخوذ ہے صرف تفسیر اور الفاظ تفسیر ہے۔" (۸۵)

۹۔ تنشیح جات و جد و مل

تاریخی مقامات اور ادکام و مسائل سے متعلق آیات کو نکلوں اور جد و مل کی مدد سے آسان کر کے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولف لکھتے ہیں:

"اس تفسیر میں ایسے تاریخی مقامات کے حد پر تین لفظے بھی دیے گئے ہیں جن کی مدد سے بعض آیات کا سمجھنا آسان ہو جاتا ہے۔ ملاودہ ازیں بعض تفصیلی ادکام و مسائل کے بھی لفظے ہاویے گئے ہیں ہا کہ تاریخیں کے لیے ان ادکام کو ذہن لٹھیں کرنا آسان ہو جائے۔" (۸۶)

سورہ بقرہ آیت ۹۰ (او اذنچیتکم مِنْ الْفَرْعَوْنَ فَهُوَ الْوَرَاثُ الرَّجْمِ) (۸۷) کی تفسیر کے ذمیں کو،

دور بھراہیں، مدین، ایلات، بیچ اخیریں، شیخ سوڑ اور دیائے نئی کا نقش پیش کیا گیا ہے۔ (۸۸) اسی طرح آئت ۶۰ اذ نقلی
پسر لہم رثیہ (۸۹) کے حکمت و مہابت کے منان کے تحت حضرت ابو الحسن طیب الاسلام کی حیات مبارکہ کا اذنی جائز نقشی
صورت میں سمجھایا گیا ہے۔ (۹۰)
﴿وَإِذْ أَذْنَقْتُ النَّبَّاءَ فِي الْفَلَقِ﴾ (۷) آئت کے ذیل میں طلاق کی اقسام کا مدد و معاکر طلاق کی صورتوں اور حکموں کو
بیان کیا گیا ہے۔ (۹۱)

حوالہ جات

- ۱۔ حاضر شنون پری، سماجیزدہ شنون پری، دوستی مسودہ شخصی ڈاکٹر اسمجید تاویہی ٹھنڈھ مختار کرتا ہے۔ (سماجی محترم یعنی حضرت شنون پری کی مدد برائی کی ڈاکٹر ڈاکٹر احمد سالم شنون پری کے مدد و معاکر طلاق کے متعلق احتجاد کیا گیا ہے)
- ۲۔ اینٹا ٹھوکر بالا۔
- ۳۔ شنون پری مجید اعلم مولانا درس آن مدرسہ، کتبہ طلبہ سات کرایتی، بیان اول کم بنادی الاربیہ اور حکیم
- ۴۔ شنون پری مجید اعلم مولانا مدارسے نئے خواب، کتبہ طلبہ سات کرایتی، مسیحی مذاعع اگست ۱۹۷۵ء
- ۵۔ شنون پری مجید اعلم مولانا، پیاس اکبر پرس، کتبہ طلبہ سات کرایتی، مسیحی مذاعع اگست ۱۹۷۵ء
- ۶۔ شنون پری مجید اعلم مولانا افرید، کتبہ طلبہ سات کرایتی، مسیحی مذاعع اگست ۱۹۷۵ء
- ۷۔ شنون پری مجید اعلم مولانا درس اعلیٰ، کتبہ طلبہ سات کرایتی، مسیحی مذاعع اگست ۱۹۷۵ء
- ۸۔ سادق آبادی، محمد احمد علی، شخص مراسل شہادت پر اہل خانہ کے امام
- ۹۔ حاضر شنون پری، سماجیزدہ شنون پری، دوستی مسودہ بھول بالا
- ۱۰۔ اگر ڈاکٹر ابوبکر جمال، السراج الکاظمی کاظمی، اسٹاپنڈ نایاب، الامان نجف، الحبوب الریحہ ۱۹۷۵ء
- ۱۱۔ حاضر شنون پری، سماجیزدہ شنون پری، دوستی مسودہ بھول بالا
- ۱۲۔ اکمل، سعدہ، الدکتور، السراج الکاظمی فی المختصرۃ بالمریجہ، داعی، دار الفتویہ، دست، نادرة ۱۹۷۵ء
- ۱۳۔ رشید رضا مجدد نصیر فخر آن، اکلم اکشمود و مصیر انوار، دارالکتب الخالیہ، دوست، الحبوب الامان، ۱۹۷۵ء
- ۱۴۔ حاضر شنون پری، سماجیزدہ شنون پری، دوستی مسودہ بھول بالا
- ۱۵۔ شنون پری مجید اعلم مولانا، تجدیل البيان فی تفسیر القرآن، کرایتی، کتبہ طلبہ سات، بیان اول ۱۹۷۵ء
- ۱۶۔ اینٹا ٹھوکر بالا
- ۱۷۔ اینٹا ٹھوکر
- ۱۸۔ اینٹا ٹھوکر
- ۱۹۔ لقرآن ۱۹۷۵ء

مودودی علمی تحریریہ اور تحریک البیان

- ۲۰۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن ۷۵۵/۱۰۔ تحریل کے لیے، کچھ عہد میں، کتاب خداوندی کے نام و نیا عہد نام، باکل سوسائٹی مارکی لاہور، سی دیا گئی، کتاب پر آن باب: ۷۴۳، ۷۴۲، ۷۴۱/۱۰۰۵/۱۰۰۶۔
- ۲۱۔ اینٹاگول بالا ۷۵۶/۱۰۰۵/۱۰۰۶۔
- ۲۲۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۲۳۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن کرایتی ۷۵۸/۱۰۔ تحریل کے لیے، کچھ عہد میں بخوبی بالا بڑ: ۷۴۲/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۲۴۔ اینٹاگول بالا
- ۲۵۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۲۶۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن بخوبی بالا ۷۵۸/۱۰۔
- ۲۷۔ تحریل کے لیے، کچھ عہد میں بخوبی بالا بڑ: ۷۴۲/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۲۸۔ اینٹاگول بالا
- ۲۹۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۳۰۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن بخوبی بالا ۷۱۰/۱۰۔
- ۳۱۔ تحریل کے لیے، کچھ عہد میں بخوبی بالا بڑ: ۷۴۲/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۳۲۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۳۳۔ راغب سنبھالی بارہا تم سین من محمد، پادریات فی فرمی لفڑ آن، المکتبۃ الرضویہ، دہلی ۱۹۷۲ء، ص: ۵۰۔
- ۳۴۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن بخوبی بالا ۷۰۹/۱۰۔
- ۳۵۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۳۶۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۳۷۔ لفڑ آن ۱۸۰:۲
- ۳۸۔ تحریک البیان فی تحریر لفڑ آن بخوبی بالا ۷۵۵/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۳۹۔ اینٹاگول بالا ۷۵۶/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۰۔ اینٹاگول بالا ۷۵۷/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۱۔ اینٹاگول بالا ۷۵۸/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۲۔ اینٹاگول بالا ۷۵۹/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۳۔ اینٹاگول بالا ۷۶۰/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۴۔ اینٹاگول بالا ۷۶۱/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۵۔ اینٹاگول بالا ۷۶۲/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۶۔ اینٹاگول بالا ۷۶۳/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۷۔ اینٹاگول بالا ۷۶۴/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۸۔ اینٹاگول بالا ۷۶۵/۱۰۰۶/۱۰۰۷۔
- ۴۹۔ شیخ العینی بخوبی احسن مودودی لفڑ آن تحریریہ ۷۰۱، دارالعلوم اسلامیہ دہلی، کراچی، طبع: دل ۱۹۷۰ء۔

-
- ۵۰۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن، ۱۷/۱۲
- ۵۱۔ ایضاً
- ۵۲۔ اینما، ۲۹۸/۶
- ۵۳۔ ایضاً
- ۵۴۔ آن، ۵۳:۱۲
- ۵۵۔ آن، ۵۵:۱۲
- ۵۶۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۱۷/۱۳
- ۵۷۔ ایضاً
- ۵۸۔ اینما، ۱۵
- ۵۹۔ اینما، ۲۹۹/۶
- ۶۰۔ اینما، ۲۹۷/۶ نے مفترضی، یہ عبادت گھر بن احمد لائز ارتی، ایسا سچ لا حام القرآن، دارالحکای، مراتع الحرمی، وہت، لیلان، ۵۰۳:۱۰، ۵۰۴:۱۰، پھر
- ۶۱۔ مس، ۱۱۸/۱۰
- ۶۲۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۱۷/۱۵
- ۶۳۔ آن، ۱۶:۱۲
- ۶۴۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۲۶۶/۶
- ۶۵۔ آن، ۲۰:۱۲
- ۶۶۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۲۶۳/۷
- ۶۷۔ اینما، ۱۵/۱۰، ۱۹
- ۶۸۔ ایضاً
- ۶۹۔ ایضاً
- ۷۰۔ ایضاً
- ۷۱۔ آن، ۵:۱۲
- ۷۲۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۲۶۷/۶
- ۷۳۔ ایضاً
- ۷۴۔ آن، ۱۷:۱۲
- ۷۵۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۲۶۵/۶
- ۷۶۔ آن، ۲۰:۱۲
- ۷۷۔ تحریل البيان فی تحریر القرآن بحول الله، ۲۶۴/۶
- ۷۸۔ مراتع الحرمی، ۱۰:۱۰، تحریر الحکیم، دارالحکای، مراتع الحرمی، وہت، لیلان، الہبود لا، من ۵۰۳:۱۰، ۵۰۴:۱۰
- ۷۹۔ این کیا، مراتع الحرمی، ۱۰:۱۰، تحریر الحکیم، دارالحکای، مراتع الحرمی، وہت، لیلان، الہبود لا، من ۵۰۳:۱۰، ۵۰۴:۱۰

مودودی علم شنون پری اور تجھیل البیان

-
- ۸۰۔ گوئی را بفضل شباب الدین نیو دلیل درج العالی فی تحریر المزآن افظیم، مسیح الشافعی دارالعلوم، مکان: ۱۹۹۵ء۔
- ۸۱۔ ملک مجذوب، مولانا عمارت المزآن، ۱۹۹۲ء الحرف کراچی، طبع چہارم، ۱۹۷۶ء۔
- ۸۲۔ دریا آزادی بخوبی المپر مولانا تحریر بھبھی بخش تحریر اسد آن افظیم ایڈ کراچی، مکاتب ۱۹۹۳ء۔
- ۸۳۔ قازی محمد اشرف سلی مولانا تحریر بیان المزآن، دارالدین اسلام، مکاتب ۱۹۹۴ء۔
- ۸۴۔ تجھیل البیان فی تحریر المزآن بحول بالا، ۱۹۸۷ء۔
- ۸۵۔ اینڈ۔
- ۸۶۔ اینڈ۔
- ۸۷۔ المزآن ۱۹۹۲ء ۵۷
- ۸۸۔ اینڈ۔
- ۸۹۔ المزآن ۱۹۹۲ء ۵۷
- ۹۰۔ تجھیل البیان فی تحریر المزآن بحول بالا، ۱۹۸۷ء۔
- ۹۱۔ المزآن ۱۹۹۲ء ۲۳۳:۲
- ۹۲۔ تجھیل البیان فی تحریر المزآن بحول بالا، اینڈ۔